دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

ریفرینس نمبر: har-4352　　تاریخ: 26-10-2017

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قعدۂ اولیٰ بھولنے والے امام کو کب لقمہ دیا جائے؟

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگرامام چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت پر نہ بیٹھااور سیدھا کھڑاہو گیااب کسی نے لقمہ دیااور امام نے اس کالقمہ قبول کر لیاتو کیا حکم ہو گا؟اسی طرح اگر پوراسیدھا کھڑانہ ہواہو بلکہ کھڑے ہونے کے قریب ہو یا بیٹھنے کے قریب ہوتواب لقمہ دینےاور قبول کرنے کا کیا حکم ہو گا؟

سائل: سید ذیشان (گلشن خیر محمد، حیدر آباد)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

امام چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت پر نہ بیٹھااور سیدھا کھڑاہو گیاتواب اس کو قعدے کی طرف لوٹنا جائز نہیں، سجدہ سہو بھی واجب ہو چکااور لقمے کا محل بھی نہ رہا۔لہذااب اگر کسی نے لقمہ دیا تو غیرِ محل میں لقمہ دینے کی وجہ سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ پھر امام نے جب اس کالقمہ لے لیااور قعدے کی طرف لوٹاتوامام کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی جس کی وجہ سے بقیہ تمام مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جب امام پوراسیدھا کھڑاہو گیاہو،اگر پوراسیدھا کھڑانہ ہواہو بلکہ کھڑے ہونے کے قریب ہو یعنی بدن کانیچے کا آدھاحصہ سیدھاہو گیاہواور پیٹھ میں خم (جھکاؤ) باقی ہوتواس صورت میں اختلاف ہے،ایک قوی قول یہ ہے کہ اس صورت میں سجدہ سہوواجب ہو چکا اور واپس لوٹنا جائز نہیں ہے،اس قول کے مطابق لقمہ دینا بھی جائز نہیں ہو گااور لقمہ دینے سے دینے والے کی اور قبول کرنے سے امام اور تمام نمازیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔دوسرا قول یہ ہے کہ امام کو قعدے کی طرف لوٹنے کا حکم ہے اور سجدہ سہوواجب ہو چکا،یہی قول ظاہر الروایہ،اصح وراجح قول ہے،لہذااسی پر فتوی وعمل کا حکم ہو گا۔اس مفتی بہ قول کے مطابق امام کو جب لوٹنے کا حکم ہے تو مقتدی کالقمہ دینااور امام کااس کو قبول کر کے بیٹھنا درست ہوا،لہذااس صورت میں کسی کی نماز فاسد نہیں ہو گی،البتہ سجدہ سہوواجب ہے۔

نیزاگرامام کھڑے ہونے کے قریب نہ ہو بلکہ بیٹھنے کے قریب ہو یعنی اس کانیچے کاآدھاحصہ ابھی سیدھانہ ہواہو تو بالاتفاق اس کو قعدے کی طرف لوٹنے کا حکم ہے اور مفتی بہ وراجح قول کے مطابق سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہے۔لہذااس صورت میں لقمہ دینااور اس کو قبول کرنا دونوں درست ہیں اور سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہو گا۔

درمختار میں ہے:"(سهاعن القعود الاول من الفرض ثم تذكره عاد اليه) وتشهدولا سهوعليه فی الاصح (مالم يستقم قائماً) فی ظاهر المذهب وهو الاصح فتح۔(والا) ای:وان استقام قائما(لا) يعود لاشتغاله بفرض القيام (وسجدللسهو) لترك

الواجب (فلو عاد الی القعود) بعد ذلک (تفسد صلاتہ) لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححہ الزیلعی (وقیل: لا) تفسد لکنہ یکون مسیئا ویسجد لتاخیر الواجب (وھو الاشبہ) کما حققہ الکمال وھو الحق، بحر۔ ملخصا" امام فرض کے پہلے قعدے سے بھول جائے پھر اسے یاد آجائے تو قعدے کی طرف لوٹ آئے اور تشہد پڑھے اور اصح قول کے مطابق اس پر (سجدہ) سہو نہیں جب تک کہ سیدھا کھڑا نہ ہو ظاہر مذہب کے مطابق، اور یہی اصح ہے۔ فتح۔ اور اگر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تو وہ نہ لوٹے قیام کے فرض میں اس کے مشغول ہونے کی وجہ سے اور سجدہ سہو کرے واجب کے ترک کی وجہ سے، اور اگر اس (سیدھا کھڑا ہونے) کے بعد قعدہ کی طرف لوٹا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی فرض کو ایسی چیز کی وجہ سے چھوڑنے کی وجہ سے جو کہ فرض نہیں اور زیلعی نے اس کو صحیح قرار دیا اور کہا گیا نماز فاسد نہیں ہو گی لیکن گناہگار ہو گا اور وہ سجدہ (سہو) کرے گا واجب کی تاخیر کی وجہ سے۔ اور یہی مختار ہے جیسا کہ کمال نے اس کی تحقیق کی اور یہی حق ہے۔ بحر۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج2، ص661، مطبوعہ: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ردالمحتار میں ہے: "قولہ: (ولا سھو علیہ فی الاصح) یعنی اذا عاد قبل ان یستتم قائماً وکان الی القعود اقرب فانہ لا سجود علیہ فی الاصح وعلیہ الاکثر، واختار فی الولوالجیۃ وجوب السجود، اما اذا عاد وھو الی القیام اقرب فعلیہ سجود السھو کما فی نور الایضاح وشرحہ بلا حکایۃ خلاف فیہ وصحح اعتبار ذلک فی الفتح بما فی الکافی ان استوی النصف الاسفل وظھرہ بعد منحن فھو اقرب الی القیام وان لم یستو فھو اقرب الی القعود۔" مصنف علیہ الرحمہ کا قول: (اور اس پر سجدہ سہو نہیں اصح قول کے مطابق) ان کی مراد یہ ہے کہ جب وہ سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے لوٹے اور قعود کے زیادہ قریب ہو کیونکہ اس پر اصح قول کے مطابق کوئی سجدہ نہیں اور اسی پر اکثر ہیں اور ولوالجیہ میں سجدے کے وجوب کو اختیار فرمایا، بہر حال جب وہ لوٹے اس حال میں کہ وہ قیام کے زیادہ قریب ہو تو اس پر سجدہ سہو ہے جیسا کہ نور الایضاح اور اس کی شرح میں کسی اختلاف کی حکایت کے بغیر ہے اور فتح القدیر میں اس کے اعتبار کو صحیح قرار دیا اس کی وجہ سے جو کافی میں ہے کہ اگر نیچے (والے بدن کا) آدھا (حصہ) سیدھا ہو جائے اور اس کی پیٹھ اس کے بعد جھکی ہوئی ہو تو وہ قیام کے زیادہ قریب ہے اور (نیچے والا آدھا حصہ) سیدھا نہ ہوا ہو تو وہ قعود کے زیادہ قریب ہے۔

(ردالمحتار، ج2، ص661، مطبوعہ: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ردالمحتار میں ہے: "قولہ: (فی ظاھر المذھب) مقابلہ ما فی الھدایۃ: ان کان الی القعود اقرب عاد الیہ ولا سھو علیہ فی الاصح ولو الی القیام اقرب فلا وعلیہ السھو وھو مروی عن ابی یوسف واختارہ مشایخ بخاری واصحاب المتون کالکنز وغیرہ ومشی فی نور الایضاح علی الاول کالمصنف تبعا لمواھب الرحمان وشرحہ البرھان۔ قال: ولصریح ما رواہ داود عنہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: اذا قام الامام فی الرکعتین فان ذکر قبل ان یستوی قائماً فلیجلس، وان استوی قائماً فلا یجلس ویسجد سجدتی السھو اھ۔" مصنف علیہ الرحمہ کا قول: (ظاہر مذہب کے مطابق) اس کے مقابل وہ (قول) ہے جو ہدایہ میں ہے کہ: اگر قعود کے زیادہ قریب ہو تو اس کی طرف لوٹ آئے اور اصح قول کے مطابق اس پر (سجدہ) سہو نہیں اور اگر قیام کے زیادہ قریب ہو تو (سجدہ) سہو نہیں

(سجدہ) سہو نہیں اور اگر قیام کے زیادہ قریب ہو تو نہیں (لوٹے) اور اس پر (سجدہ) سہو ہے اور یہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے مروی ہے اور اسے بخاری کے مشائخ اور اصحاب متون، جیسے کنز اور ان کے علاوہ نے اختیار فرمایا ہے اور نور الایضاح میں پہلے قول پر چلے ہیں مصنف علیہ الرحمہ کی طرح مواہب الرحمان اور اس کی شرح برہان کی پیروی کرتے ہوئے۔ انہوں نے فرمایا اور اس صریح (حدیث) کی وجہ سے جسے امام ابو داود علیہ الرحمہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالی سے روایت کیا کہ: امام جب دو رکعتوں پر کھڑا ہو جائے تو اگر اسے سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے یاد آجائے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے، اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو نہ بیٹھے اور سہو کے دو سجدے کرے۔

(ردالمحتار، ج2، ص661، مطبوعہ: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مراقی الفلاح میں ہے: "(و من سھا عن القعود الاول من الفرض عاد الیہ) وجوباً (مالم یستقم قائماً فی ظاھر الروایۃ وھو الاصح) کما فی التبیین، والبرھان والفتح لصریح قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: "اذا قام الامام فی الرکعتین فان ذکر قبل ان یستوی قائماً فلیجلس وان استوی قائماً فلا یجلس، ویسجد سجدتی السھو رواہ ابو داود وفی الھدایۃ والکنز ان کان الی القیام اقرب لا یعود والا عاد۔ (فان عاد) من سھا عن القعود (وھو الی القیام اقرب سجد للسھو) لترک الواجب۔ ملخصا"

اور جو فرض کے پہلے قعدے سے کھڑا ہو جائے تو اس کی طرف وجوبی طور پر لوٹ آئے جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو ظاہر الروایہ کے مطابق اور یہی اصح ہے، جیسا کی کہ تبیین، برہان اور فتح القدیر میں ہے نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صریح فرمان کی وجہ سے کہ: امام جب دو رکعتوں پر کھڑا ہو جائے تو اگر اسے سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے یاد آجائے تو چاہیے کے بیٹھ جائے، اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو نہ بیٹھے اور سہو کے دو سجدے کرے۔ اس حدیث پاک کو امام داود علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔ اور ہدایہ و کنز میں ہے اگر قیام کے زیادہ قریب ہو تو نہ لوٹے ورنہ لوٹ آئے۔ پس اگر لوٹ آیا وہ شخص جو قعود سے بھول چکا تھا اس حال میں کہ وہ قیام کے زیادہ قریب ہو تو سہو کا سجدہ کرے واجب کے ترک کی وجہ سے۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص466، مطبوعہ: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مراقی الفلاح کی عبارت "وھو الی القیام اقرب الخ" کے تحت علامہ سید احمد طحطاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "ظاھرہ انہ ان لم یستو قائماً یجب علیہ العود ثم یفصل فی سجود السھو فان کان الی القیام اقرب سجد لہ، وان کان الی القعود اقرب لا، فحکم السجود متعلق بالقرب وعدمہ وحکم العود متعلق بالاستواء وعدمہ۔" اس کا ظاہر یہ ہے کہ اگر وہ سیدھا کھڑا نہ ہو تو اس پر لوٹنا واجب ہے پھر تفصیل کی جائے گی سجدہ سہو کے بارے میں، پس اگر قیام کے زیادہ قریب ہو تو سہو کا سجدہ کرے گا، اور قعود کے زیادہ قریب ہو تو (سجدہ سہو) نہیں (کرے گا)، لہذا سجدے کا حکم قیام کے قریب ہونے اور نہ ہونے سے متعلق ہے، اور لوٹنے کا حکم سیدھے ہونے اور نہ ہونے سے متعلق ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، ص466، مطبوعہ: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "اگر ابھی قعود سے قریب ہے کہ نیچے کا آدھا بدن ہنوز سیدھا نہ ہونے پایا جب تو بالاتفاق لوٹ آئے اور مذہب اصح میں اس پر سجدہ سہو نہیں اور اگر قیام سے قریب ہو گیا یعنی بدن کا نصف زیریں سیدھا اور پیٹھ میں

خم باقی ہے تو بھی مذہب اصح وراجح میں پلٹ آنے ہی کا حکم ہے، مگر اب اس پر سجدہ سہو واجب۔"

(فتاوی رضویہ، ج8، ص181، مطبوعہ: رضافاؤنڈیشن لاہور)

سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "اگرامام ابھی پوراسیدھا کھڑانہ ہونے پایاتھا کہ مقتدی نے بتایااور وہ بیٹھ گیاتوسب کی نماز ہوگئی اور سجدہ سہو کی حاجت نہ تھی، اور اگرامام پوراکھڑاہوگیاتھااس کے بعد مقتدی نے بتایاتو مقتدی کی نماز اسی وقت جاتی رہی ،اور جب اس کے کہنے سے امام لوٹاتواس کی بھی گئی اور سب کی گئی، **اور اگر مقتدی نے اس وقت بتایاتھا کہ امام ابھی پوراسیدھانہ کھڑاہواتھا کہ اتنے میں پوراسیدھاہوگیااس کے بعدلوٹاتو مذہب اصح میں نماز ہوتوسب کی گئی** مگر مخالفت حکم کے سبب مکروہ ہوئی، کہ سیدھا کھڑاہونے کے بعد قعدہ اولی کے لئے لوٹناجائز نہیں۔"

(فتاوی رضویہ، ج8، ص214، مطبوعہ: رضافاؤنڈیشن لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

الجواب صحیح

عبدہ المذنب فضیل رضا العطاری عفی عنہ الباری

کتبـــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو محمد محمد سرفراز اختر العطاری

05صفر المظفر 1439ھ26اکتوبر 2017ء

خوفِ خدا و عشقِ مصطفٰے کے حصول کیلئے ہر ہفتے کو عشا کی نماز کے بعد امیر اہلِ سنّت کا مَدَنی مذاکرہ دیکھنے سننے اور ہر جُمعرات مغرب کی نَماز کے بعد عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک، دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں بہ نیتِ ثواب ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجاء ہے